5

حضرت مسیح موعود کی بعثت کا خاص مقصد

(فرمودہ ۲۹ جنوری ۳۶ء)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

دین میں ہر ایک وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پا کر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی خاص مقصد اور کوئی نہ کوئی خاص مشن ہوتا ہے۔ دنیا میں اکثر سچائیاں ابتدائے آفرینش سے ہی بنی نوع انسان پر ظاہر کر دی گئی تھیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ صداقتیں ابتدا سے ہی ظاہر کی گئی تھیں۔ انسانی طبیعت چونکہ ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ بغیر خاص طور پر کسی امر کے متعلق زور دینے کے اس کی طرف توجہ نہیں کرتی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے زمانہ کے حالات اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر ہر نبی اور مامور کے ذریعہ خاص خاص باتوں پر زور دیا ہے۔

اس وقت مجھے اس بات کے پیچھے پڑنے کی ضرورت نہیں کہ پچھلے انبیاء کیا کیا مشن لائے۔ وہ مشہور انبیاء جن کے سپرد خاص خاص کام ہوئے ان کے مشن دنیا پر ظاہر ہیں آج میں اس امر کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے لئے کیا خاص مقصد اور مشن لے کر آئے تھے۔ اس سے میری غرض یہ نہیں ہے کہ میں اس وقت وہ تعلیمات بیان کروں جو پہلے انبیاء دیتے آئے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دی ہیں۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ ہر نبی جو اپنے زمانہ میں بنی نوع کے اندر خاص خیال پیدا کرتا رہا ہے اور تمام انبیاء اپنے زمانہ کے لوگوں کی حالت دیکھ کر کوئی خاص خیال ان کے اندر جاگزیں کرنا چاہتے تھے ایسا ہی حضرت مسیح موعود نے کون سا خاص خیال دنیا میں پیدا کرنا چاہا ہے۔

پھر میری غرض اس سے یہ بھی نہیں ہے کہ میں ان بدیوں یا ان نیکیوں کو بیان کروں جن کو دور کرنے یا جن کو پیدا کرنے کے لئے انبیاء آتے رہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے بھی اپنے زمانہ میں ان بدیوں کو چھوڑنے اور نیکیوں کے کرنے پر زور دیا ہے۔ مثلاً" عقائد میں توحید الٰہی ہے۔ ہر نبی نے اس پر زور دیا ہے۔ لیکن انسان کی دماغی ترقی کے ساتھ ساتھ توحید کا بیان بھی زیادہ واضح اور زیادہ بیّن ہوتا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے نبیوں نے اسے بیان کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیان کیا ہے۔ مگر آپ نے ایسے رنگ میں اور اس وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ دوسری امتوں کے انبیاء نے اس طرح بیان نہیں کیا۔ چنانچہ پچھلے دنوں میں نے اس کے متعلق اپنے بعض خطبات میں کچھ روشنی ڈالی تھی۔ اسی طرح نیکیوں میں سے خدا تعالیٰ کی محبت ایسی نیکی ہے کہ سب انبیاء اس پر زور دیتے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس پر زور دیا ہے۔ اور اس زمانہ کی خاص بدیوں میں سے ایک بدی دنیا کو دین پر مقدم کرنا ہے۔ اس کے خلاف حضرت مسیح موعود نے بہت زور لگایا ہے۔ میری مراد اس قسم کے عقائد یا اعمال کے متعلق آپ کی کوششوں کا ذکر کرنا نہیں۔ بلکہ میری مراد دماغی تغیر یعنی دماغ میں ایسا خیال پیدا کرنا ہے۔ جس کے ماتحت دنیا کے سارے اعمال آ جاتے ہیں۔ پس اس وقت میری مراد خاص اعمال سے نہیں۔ خاص اعتقادات سے نہیں بلکہ روح عمل اور عقائد کی روح سے ہے۔

اس بات کے لئے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں دو باتیں نظر آتی ہیں۔ جن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر زور دیا ہے۔ اور جن پر اس رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ جس رنگ میں آپ سے پہلے نہیں ڈالی گئی۔ ان میں سے ایک تو امید کا پیغام ہے۔ مختلف زمانوں میں مختلف حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے انبیاء نے خیالات کی رو پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی مقدر تھی کہ آپ نے دنیا میں امید کی رو پیدا کرنی چاہی۔ امید سے میری مراد وہ طرب اور خوشی نہیں کہ انسان اس حالت کے ماتحت ہر قسم کے افکار سے بچ جاتا ہے۔ پھر امید سے میری مراد آرزو بھی نہیں۔ انسان اس کے اثر کے نیچے اعمال میں کمزور ہو جاتا ہے۔ پھر امید سے میری مراد محض التجا اور دعا بھی نہیں کہ التجا اور دعا محض بے کسی اور بے بسی پر دلالت کرتی ہے۔ بلکہ امید سے مراد ان باریک در باریک قوتوں ان نہاں در نہاں طاقتوں اور ان مخفی در مخفی مقدرتوں پر اطلاع پانا ہے۔ جو انسان کے اندر اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ وہ اس مقصد وحید کو پالے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جائے۔ اور امید سے میری مراد یہ ہے کہ انسان نہایت ہی زبردست طاقتوں بہت وسیع قوتوں اور بے انتہا مقدرتوں کو لے کر پیدا ہوا ہے اور امید سے میری مراد یہ ہے کہ اس کے محدود جسم میں غیر

محدود طاقت مخفی ہے۔ اور امید سے میری مراد یہ ہے کہ جو مقصد وحید انسان کے سامنے ہے اس کے حصول کے لئے گوناگوں اور رنگا رنگ قابلیتیں اس میں پیدا کی گئی ہیں۔ یہ خیال ہے جو پہلے کسی نبی نے اس زور اس قوت اور اس وضاحت کے ساتھ دنیا میں پیش نہیں کیا۔ جس زور، وضاحت اور قوت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا ہے۔ پہلے انبیاء کے وقت کئی قسم کے خوف دلائے گئے۔ امیدیں دلائی گئیں مردہ دلوں کو زندہ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ وہم میں پڑے ہوئے لوگوں کو حقیقت کی طرف لانے کی کوشش کی گئی۔ سستوں اور غافلوں کی ہشیار اور چست بنانے کی تدبیریں کی گئیں۔ اپنی تیزی طبع سے دوسروں کے جذبات کو پامال کرنے والوں کو پیچھے کھینچا گیا۔ مگر امید کا یہ پہلو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا کسی نے پیش نہیں کیا۔

پھر دوسری تعلیم جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے نئے رنگ میں پیش کیا۔ اور جسے آپ نے اپنی ہر تحریر اور بات کا مغز بنا لیا وہ اصلاح ہے۔ آپ نے اس امر کو پیش کیا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اصل مقصود نہیں۔ سب اعمال پوست اور چھلکا ہیں اور ایک قسم کی پوشش اور لباس ہیں۔ ان تمام پوششوں اور چھلکوں کے درمیان ایک اور مغز ہے اور ان تمام لباسوں کے نیچے ایک اور جسم ہے۔ اور وہ روح نتیجہ ہے جو اعمال کا پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی اچھے سے اچھے اور خوبصورت سے خوبصورت کام کے نتیجہ میں بدی اور بدکاری فساد اور جھگڑا پیدا ہوتا ہے تو وہ عمل اچھا نہیں۔ کیونکہ جس چیز کا روحانی نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ وہ اپنی ذات میں اچھی نہیں۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کو پیش کیا ہے کہ ہمارے تمام اعمال میں اصلاح مدنظر ہونی چاہئے۔ لیکن اس اصلاح سے مراد وہ سطحی اصلاح نہیں جیسے کسی شاعر نے یہ کہہ دیا ہے ؎

دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

کہ مصلحت کے ماتحت جھوٹ بولنا اچھا ہے فتنہ پیدا کرنے والی سچائی سے۔ یہ محض شاعرانہ خیال اور سطحی نظر سے دیکھنے کا نتیجہ ہے جس میں صرف اس بات کو دیکھا گیا ہے کہ ہمارے عمل کا عاجل نتیجہ بھی نکلا کرتا ہے اور یہ نہیں دیکھا گیا کہ بعد میں آنے والا بھی اثر ہوتا ہے جو ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اس خیال کے لوگوں نے اس بات پر تو غور کیا ہے کہ بعض دفعہ سچائی سے پہلے فوری طور پر کوئی فتنہ پیدا ہو جاتا ہے اور جھوٹ سے امن قائم ہو جاتا ہے مگر یہ نہیں دیکھا کہ دنیا کے ہزاروں ہزار لوگ بلکہ دنیا کے تمام لوگ نیتوں کو نہیں دیکھتے۔ نتیجوں کو دیکھتے ہیں کیونکہ ان میں کسی کی نیت پڑھ لینے

کی طاقت نہیں ہوتی۔ بچے اور دوسرے لوگ جب کسی کو جھوٹ بولتے دیکھیں گے تو انہیں یہ نہیں نظر آئے گا کہ جھوٹ بولنے والے کی نیت کیا ہے بلکہ وہ یہی دیکھیں گے کہ فلاں آدمی جس پر انہیں اعتماد اور بھروسہ ہے وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جھوٹ پھیل جائے گا۔ اور اس طرح اخلاقی، ملکی اور قومی تباہی آجائے گی۔ اس میں شبہ نہیں کہ بعض دفعہ سچ بولنے سے فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے سے فساد دب جاتا ہے۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ آخر کار اس سے دنیا کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ یہ خیال کرنے والوں نے اس بات کو نہیں سوچا اور نہ یہ سوچا ہے کہ راستی کے یہ معنی نہیں کہ جو بات جسے معلوم ہو اسے ضرور بیان کرتا پھرے۔ راستی اور جھوٹ کے درمیان اور درجہ بھی ہے۔ اور وہ خموشی ہے۔ بے شک جھوٹ برا ہے اور بیشک سچائی کبھی فساد کا باعث بھی ہو جاتی ہے۔ مگر ایک شخص کیوں سچ یا جھوٹ بولے۔ جب اس کے لئے یہ رستہ کھلا ہو کہ خاموش رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد اصلاح سے یہ نہ تھی کہ انسان بظاہر فتنہ پیدا کرنے والے امور سے بچ جائے۔ کیونکہ بہت دفعہ ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ بعض امور فوری طور پر فتنہ کا موجب ہوتے ہیں لیکن حقیقی نتیجہ ان کا بہت اعلیٰ نکلتا ہے۔ اس لئے اصلاح سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تھی کہ انسان کو سب باتوں پر وسیع نظر ڈال کر اور تمام اثرات کو دیکھ کر جو کسی کام سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحانی۔ دینی ہوں یا دنیوی۔ مخلوق سے تعلق رکھتے ہوں یا خالق سے ان کا موازنہ کرنا چاہئے اور پھر جس کام کے نتیجہ میں انجام کار بہتری ہو وہ اختیار کرنا چاہئے۔

یہ دو پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے دیئے ہیں کہ اگر دنیا ان پیغاموں کی طرف توجہ کرے تو آج تمام تکالیف دور ہو سکتی ہیں۔ دنیا کی ظلمت کافور ہو سکتی ہے۔ نور کی شعاعیں دنیا کے نہایت تاریک گوشوں تک پہنچ سکتی ہیں۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ یہ زمانہ امید اور اصلاح کا زمانہ ہے اور اس زمانہ میں مایوسی کا سر کچلا گیا۔ کیونکہ مایوسی شیطان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے پیشگوئی ہے کہ وہ شیطان کا سر کچلے گا۔ اور شیطان کو عربی میں ابلیس کہتے ہیں۔ جس کے معنی ہیں مایوس ہونے والا۔ گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ مایوسی کو کچل دیا جائے گا ورنہ یہ معنی نہیں کہ وہ چیز جسے خدا نے پیدا کیا اور جو قیامت تک رہے گی اسے حضرت مسیح موعود کچل

دیں گے۔ ابلیس اس لئے پیدا کیا گیا کہ انسان کو ہوشیار کرے اور ملائکہ کے مقابلہ میں نیکی سے روکے اب اگر وہ ابلیس کچلا جائے گا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ملائکہ بھی مارے جائیں گے۔ مگر ملائکہ چونکہ مارے نہیں جائیں گے بلکہ قیامت تک رہیں گے اور قیامت کے بعد کے متعلق ہمیں علم نہیں۔ اس لئے اگر انسان نے خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔ تو ابلیس کا رہنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جب کسی کام میں روکیں اور مشکلات نہ ہوں۔ اس وقت تک اس کام کے کرنے والے کو انعام بھی نہیں مل سکتا۔ پس اگر ابلیس نہیں تو جنت بھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کے انعامات بھی نہیں۔ دیکھو بکریوں بھیڑوں گائیوں کے لئے ابلیس نہیں تو ان کے لئے جنت بھی نہیں۔ انسان کے لئے ابلیس ہے تو انسان ہی کے لئے جنت بھی ہے۔ اور بغیر خطرناک امتحانوں میں پڑنے کے کوئی انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ پس وہ ابلیس تو رہے گا جو انسان کو ہوشیار کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود نے ساری دنیا سے بدی مٹا دی - اگر نہیں اور واقعہ میں نہیں مٹائی اور نہ کلیتہ "مٹ سکتی ہے تو یہ کہاں سے آگئی؟ جب کہ بدی کی تحریک کرنے والا ابلیس مارا گیا۔ بات یہ ہے کہ ابلیس کے کچلے جانے کی پیشگوئی کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح اس بدروح کو جو بدخیالات پیدا کرتی ہے کچل ڈالے گا اور تمام دنیا سے بدی مٹ جائے گی۔ بلکہ یہ ہے کہ مسیح موعود امید کا پیغام لے کر آئے گا اور مایوسی کو کچل دے گا۔ سوائے اس کے کوئی معنی اس پیشگوئی کے نہیں ہو سکتے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کام یہ بھی تھا کہ امید کا پیغام لائے گا اور مایوسی اور ناامیدی کو مٹا دے گا۔ اور دنیا میں امید کے خیالات کی رو چلائے گا۔ اب ہر وہ شخص جو امید کے مقام پر اپنے آپ کو کھڑا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کا ساتھ دے کر ابلیس کا سر کچلتا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو مایوسی اور ناامیدی کو اپنا شعار بناتا ہے اس وجود کو زندہ کرتا ہے جسے مارنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ اسی طرح ہر ایک وہ شخص جو اپنے اعمال کے وسیع نتائج پر نگاہ نہیں ڈالتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام میں روکاوٹ ڈالتا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو ہر ایک فعل کے وسیع نتائج پر نظر ڈالتا اور اس بات کا موازنہ کرتا ہے کہ اس سے روحانی اور دنیوی نتیجہ کیا نکلے گا۔ اور جس کام کا انجام اچھا ہوتا ہے اسے اختیار کرتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام میں مدد دیتا ہے۔ پس میں اپنے تمام دوستوں اور بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس پیغام کو یاد رکھیں جسے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ اور وہ پیغام ابلیس کا سر کچلنا اور امید و رجا کے جذبات پیدا کرنے کا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ امید خوف اور خشیت کے مخالف نہیں بلکہ اس کی تائید کرتی ہے۔ کوئی امید بغیر خوف کے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ امید کہتے ہی اسے ہیں کہ جب غالب طور پر خیال ہو کہ ایسا ہو جائے گا۔ انسان سمجھتا ہے سامان موجود ہیں مگر ممکن ہے کوئی روک پیدا ہو جائے۔ تو امید کا لفظ اپنے اندر خوف اور خشیت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امید کے مقام پر جماعت کو کھڑا کیا اور مایوسی سے نکالنے کی کوشش کی ہے۔ بعض لوگوں کے لئے یہ زمانہ مایوسی اور ناامیدی کا زمانہ ہے۔ اور اگر اس قوم کے لئے یہ زمانہ مایوسی کا زمانہ نہ ہوتا جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے مبعوث ہوئے تو پھر آپ کے متعلق یہ پیشگوئی بھی نہ ہوتی کہ آپ ابلیس کا سر کچلیں گے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ تو خود مسلمان کہہ رہے تھے کہ سو سال کے اندر اندر عیسائیت اسلام کو کھا جائے گی۔ وہ اسلام کی طرف سے عیسائیت کے آگے معذرتیں شائع کر رہے تھے۔ اور اسلام کو عیسائیت کے قالب میں ڈھال رہے تھے۔ مگر آج دیکھو کیسی کایا پلٹ گئی ہے۔ خواہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان لوگوں نے مانا یا نہ مانا۔ مگر وہ امید کی بارش جو آپ نے دنیا میں برسائی اس سے متاثر ہوئے بغیر وہ بھی نہ رہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا۔ وہ بھی امید کے پانی سے کچھ نہ کچھ سیراب ہوئے بلکہ وہ یورپین اور مغربی قومیں جو ایک طرف تو غلط قسم کے خیالات میں مبتلا اور دوسری طرف سخت مایوسی میں گرفتار ہونے کی وجہ سے اخروی زندگی سے انکار کر رہی تھیں۔ ان میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو لکھ رہے ہیں کہ اخروی زندگی بھی ہے۔ پس امید کی جھلک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر دی بلکہ یورپ میں بھی پیدا کر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لکھا ہے کہ نبی کا یہ کام نہیں کہ ہر جگہ پہنچے بلکہ خدا تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں فرشتوں کے ذریعہ تحریک کراتا ہے اور لوگ اس رو سے متاثر ہوتے ہیں جو نبی پیدا کرتا ہے۔ پس دنیا میں جو تبدیلی غیر معمولی ہوتی ہے وہ اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس کی مدد فرشتوں کے ذریعہ کرتا ہے۔ پس گو ان علاقوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں گئے۔ اور ابھی تک ہمارے مبلغ بھی نہیں پہنچے۔ لیکن وہاں جو تبدیلی ہوئی ہے وہ وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کرنا چاہتے تھے۔ قرآن کریم میں بھی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام قوموں میں امنگ پیدا ہو گی کہ ہم سب کو فتح کرلیں۔ اسے یہ بھی امید ہی ہے اور اب دیکھ لو ہر قوم میں اس زمانہ میں کس طرح یہ پیدا ہو

رہی ہے۔ وہ ہندو جو صدیوں سے مفتوح چلے آرہے ہیں۔ اور جو کسی کو اپنے مذہب میں داخل ہی نہ کرتے تھے وہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا میں غلبہ حاصل کرنے کے لئے دوسروں کو اپنے اندر داخل کرنا چاہئے اور وہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہودی بھی جو کسی کو اپنے اندر داخل نہ کرتے تھے وہ بھی غلبہ حاصل کرنے کے لئے اپنی تعداد بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان سب قوموں کی مثال ایسی ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو جہاں کھمبیں نکلتی ہیں وہاں بدبودار بوٹیاں بھی نکل آتی ہیں۔ چونکہ وہ امید کا پانی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آسمان سے برسا وہ دوسروں پر بھی پڑا اس لئے انہوں نے بھی امید اپنے دل میں پیدا کرلی۔ مگر یہ ہماری جماعت کے لئے افسوس اور رنج کی بات ہوگی کہ وہ قوم جس کے لئے امید اتاری گئی اگر وہ اس سے محروم رہے اور دوسرے فائدہ اٹھالیں۔ اگر بارش سے زہریلی بوٹی اگ سکتی ہے اور اگتی ہے تو کیا شیریں پھل کا فرض نہیں ہے کہ وہ بھی اس بارش سے فائدہ اٹھائے اور ترقی کرے۔ پس میں اپنی تمام جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے دل میں امید پیدا کرو اور مایوسی کو چھوڑ دو کیونکہ جو شخص مایوسی کا ساتھ دیتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وہی رہ سکتا ہے جس کے قلب میں فوارہ کی طرح امید پھوٹتی ہے۔ اور جسے کوئی بند نہ کر سکتا ہو۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے لوگوں میں سچی امید پیدا کرے اور ناامیدی جو تمام ہلاکتوں اور تباہیوں کی جڑ ہے اسے نکال دے۔ آمین

(الفضل ۵ فروری ۱۹۲۶ء)